© rasailojaraid.com

پروفیسر احمد سعید

قائدِ اعظم کی ابتدائی معاشرتی و سیاسی سرگرمیاں

قائدِ اعظم کی سیاسی زندگی کے بارے میں تو کافی کچھ لکھا جا چکا ہے مگر قائدِ اعظم کی معاشرتی زندگی اور سماجی بہبود کے کاموں پر گمنامی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ قائدِ اعظم جہاں سیاسی میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے وہاں انھوں نے سماجی بہبود اور بھلائی کے کاموں میں بھی شرکت کرنے اور عملی امداد سے کبھی دریغ نہیں کیا۔

یتیم اور لاوارث بچوں کی دیکھ بھال کرنا مسلمانوں کے نزدیک ایک اہم فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ بمبئی جہاں قائدِ اعظم قیام پذیر تھے وہاں لاوارث اور یتیم مسلمان بچوں کی دیکھ بھال کے لیے کوئی یتیم خانہ نہیں تھا۔ ۱۹۱۵ء میں بمبئی کے پولیس کمشنر ایس۔ ایم ایڈورڈ کی کوششوں سے ایک مسلم یتیم خانہ قائم کیا گیا۔

اس مسلم یتیم خانہ کے قیام کے سلسلے میں قائدِ اعظم نے بھی دلچسپی لی۔ آپ نے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں مسلم یتیم خانہ کے قیام کی ضرورت کے موضوع پر ایک خط تحریر کیا اور اصحابِ ثروت مسلمانوں کو بھی اس کی امداد پر توجہ دلائی اور خود بھی اپنی جیب سے ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا[۱]۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح یتیم بچوں پر کس قدر شفقت فرماتے تھے، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جائے گا کہ ایک مرتبہ آپ کو دہلی کی انجمن حیاتِ اسلام کے یتیم خانہ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کے لیے مدعو کیا گیا۔ آپ تمام مصروفیتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس تقریب میں شامل ہوئے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے یتیم بچوں کو انعامات تقسیم کیے۔ اس موقع پر جو تقریر کی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ یتیم بچوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کو کس قدر ضروری خیال فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا: "حضرات! جس وقت مولانا احمد علی قریشی میرے پاس آئے اور

---

[۱] روزنامہ پیسہ اخبار (لاہور) ۸ جولائی ۱۹۱۰ء ص ۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انھوں نے فرمایا کہ یتیم بچوں کو تقسیم انعامات کے سلسلے میں میری ضرورت ہے تو مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اس لیے کہ قوم کی بھلائی کے لیے بنیادی کام لائبریریاں، یتیم خانے، اسکول اور ہسپتال وغیرہ ہیں۔ یہی اصل چیزیں ہیں، جن سے مخلوقِ خدا کی خدمت ہوتی ہے یتیم خانوں کی اصلاح اور یتیموں کی تربیت بہت ضروری ہے۔ میں خوش ہوں کہ اس یتیم خانہ کی حالت بہت اچھی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے بچے دہلی کی گلیوں میں بھیک مانگتے پھرتے میں آپ حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ ایسے یتیم خانوں کی، جن میں یتیم بچوں کے لیے اعلیٰ ذہنیت، صحت و دستکاری کا اتنا عمدہ انتظام ہو، مدد کریں۔ میں مولانا حامد علی قریشی سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کی مہربانی سے مسلمانوں کو اب ہوش آ گیا ہے، اب ان میں طاقت آ گئی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس یتیم خانہ کی ترقی کے لیے آپ جو کچھ اور کرنا چاہتے ہیں، خدا اس کو بھی پورا کرے گا۔ میں اپنے پیارے بچوں سے یہ سن کر خوش ہوا ہوں کہ "ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم پر قوم کے عام بچوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جب قدرت ہم کو تعلیم و تربیت سے فراغت دے گی تو ہم ملتِ اسلامیہ کی روایات کے پیشِ نظر، مرحوم قوم کے لیے زندہ نوجوان ثابت ہوں گے"۔ تم نے جو ایڈریس میں یہ وعدہ کیا ہے، مجھے امید ہے کہ اس کو ضرور پورا کروگے۔[۵۲]

ٹرانسوال میں ہندوستانیوں پر وہاں کی حکومت جو مظالم توڑ رہی تھی، اس کے سدِ باب کے لیے سیاسی طور پر بھی کافی کوششیں کی گئیں، اور مالی امداد کے سلسلے میں بھی تگ و دو کی گئی۔ بمبئی میں سر جہانگیر پٹیٹ نے چندہ جمع کرنے کی مہم شروع کی۔ اگست ۱۹۱۰ تک اسّی ہزار سے زائد روپیہ امدادی فنڈ میں جمع ہو چکا تھا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے بھی ہندوستانیوں کی امداد کے لیے اس فنڈ میں ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا۔[۵۳]

بمبئی میں انجمن اسلام کے نام سے ایک اصلاحی، سماجی اور معاشرتی بہبود کی انجمن ۱۸۷۶ سے کام کر رہی تھی۔ اس انجمن کے تحت ایک ہائی اسکول اور کتب خانہ تھا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح

---

۵۲ روزنامہ انقلاب (لاہور) ۷ مارچ ۱۹۳۹، ص۶

۵۳ روزنامہ پیسہ اخبار (لاہور) ۶ اگست ۱۹۱۰ ص۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی اس سماجی تنظیم کی کارروائیوں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ اس انجمن کی مینجنگ کمیٹی کے رکن تھے۔ ۱۹۱۰ء میں سر کریم بھائی صدر انجمن کی زیر صدارت انجمن کی مینجنگ کمیٹی کے ایک اجلاس میں سر آغا خان کی مسلمانانِ ہند کے لیے خدمات کے سلسلے میں انجمن کی طرف سے ایک شاندار پارٹی دینے کی تجویز منظور کی۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔[۴]

۱۹۱۱ء میں انجمن اسلام کے صدر سر کریم بھائی ابراہیم کو حکومت کی طرف سے "سر" کا خطاب دیا گیا۔ اس موقع پر انجمن اسلام کے احاطہ میں ایک جلسہ خوشی منعقد کیا گیا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے سر کریم بھائی ابراہیم کو ایڈریس پیش کیا۔ اس میں کہا گیا کہ "اراکین انجمن اسلام تمام مسلمانانِ بمبئی کی طرف سے آپ کو اعزاز بیرونیٹی پر مبارک باد دیتے ہیں۔ بہ استثنائے فرقہ پارسی سر کریم بھائی پہلے ہندوستانی مسلمان ہیں جن کو یہ جلیل القدر اعزاز حاصل ہوا ہے۔ آپ وسیع اخلاق اور فیاض طبیعت رکھتے ہیں اور رفاہ عامہ کے کاموں میں گہری دلچسپی لیتے ہیں اور ان کی فیاضانہ اور شاہانہ سخاوتیں ایسی ہیں کہ انھوں نے اس ملک کے ہر باشندے کے دل میں گھر کر لیا ہے۔ ان کی قابلِ ذکر فیاضیوں میں سے ایک اپنی قوم یعنی خوجوں کے لیے سوا لاکھ روپے سے ایک یتیم خانے کا قیام ہے۔ ریاست کچھ میں جناب نے ایک گرلز کالج قائم کیا ہے۔ میوزیم اور سائنس انسٹی ٹیوٹ کے لیے شاہانہ رقوم عطا کی ہیں۔ صرف میوزیم کی امداد میں تین لاکھ روپے مرحمت فرمائے ہیں۔ ہم جارج پنجم کے شکرگزار ہیں کہ ان کی مرحمت کے باعث جناب کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔"[۵]

قائدِ اعظم محمد علی جناح کی ابتدائی سیاسی زندگی کے بارے میں ابھی تک یہی مشہور ہے کہ آپ شروع میں کانگرس کے حامی اور مخلوط انتخاب کی سرگرمی سے تائید کرتے تھے۔ لیکن روزنامہ پیسہ اخبار میں شائع شدہ ایک خبر اور اداریہ سے قائدِ اعظم کی زندگی کے اس رُخ پر نئی روشنی پڑتی ہے۔ انجمن اسلام بمبئی کی سب سے بڑی اسلامی انجمن تھی۔ اس انجمن کے

---

[۴] روزنامہ پیسہ اخبار (لاہور) ۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۶

[۵] ایضاً ۱۴ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیر اہتمام ایک جلسہ ۲ اگست ۱۹۰۹ کو منعقد ہوا۔ یہ جلسہ جداگانہ انتخاب کی ضرورت کو بیان کرنے کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔ قائد اعظم نے بھی نہ صرف اس جلسہ میں شرکت کی، بلکہ جلسہ کی کارروائی میں گہری دلچسپی لی۔ انھوں نے لارڈ ریپن کے انتقال پر ایک قرارداد کی تائید کی۔ یہ قرارداد شیخ فتح علی خاں نے پیش کی تھی، اور سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ قائدِ اعظم نے جداگانہ انتخاب کے بارے میں ایک قرارداد جلسہ میں پیش کی جس میں کہا گیا تھا کہ یہ جلسہ گورنمنٹ سے بہ سنجیدگی تمام درخواست کرتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخابی حلقے مسلمان لیڈروں کے مشورہ سے قائم کیے جائیں۔[۶]

روزنامہ پیسہ اخبار نے اس جلسہ کی کارروائی کو "مسلمانانِ بمبئی کی پولیٹکل حالت میں حیرت انگیز انقلاب" کے زیرِ عنوان اپنے کالموں میں جگہ دی تھی۔ اخبار کے نامہ نگار بمبئی نے اس موقع پر اس امر پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ "یہ پہلا دن اور پہلا موقع ہے کہ مسلمانانِ بمبئی نے پالٹیکس کے معاملے میں راہِ مستقیم کو پالیا ہے اور اس تاریک گڑھے سے نکل آئے ہیں، جو ان کی پولیٹکل حالت کو ہمیشہ کمزور اور پس ماندہ رکھنے والا تھا۔ سب سے زیادہ مسرت انگیز امر جناب قاضی کبیر الدین اور مسٹر محمد علی جینا کی شرکت ہے۔" ۱۳ اگست ۱۹۰۹ کو اس جلسہ پر اپنے اداریہ میں پیسہ اخبار نے "مسلمانانِ بمبئی کا مہتم بالشان جلسہ" کے زیرِ عنوان لکھا: "مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب کے متعلق مسلمانانِ بمبئی کا جو شاندار جلسہ منعقد ہوا تھا، اس کے ریزیٹیٹو ہونے کا اس سے بڑھ کر ثبوت نہیں ہو سکتا کہ بمبئی کے وہ سر برآوردہ مسلمان بھی جو کانگرس سے ہمدردی رکھتے ہیں اور سر فیروز شاہ مہتہ کے دوست ہیں، جلسہ میں موجود تھے۔ مسٹر محمد علی جناح جو کانگرس کے بڑے حامی ہیں، حتیٰ کہ آل انڈیا محمڈن وفد شملہ پر انھوں نے ایڈووکیٹ آف انڈیا میں سختی سے نکتہ چینی کی تھی، وہ بھی جلسہ میں شریک تھے۔ مزید برآں رحمت اللہ سیانی اور مسٹر بدر الدین طیب جی جو اُن دنوں کانگرس کے صدر تھے، ان کے اعزہ بھی شاملِ جلسہ تھے۔"[۷]

---

[۶] روزنامہ پیسہ اخبار (لاہور) ۶ اگست ۱۹۰۹، ص ۴۔ [۷] ایضاً ۱۳ اگست ۱۹۰۹، ص ۲۔

© rasailojaraid.com